Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.62

Received: 22-04-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

اردو کی مزاحیہ روایت میں ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کی مزاح نگاری کا تحقیقی جائزہ

(Research Review of Dr. Waheed-ur-Rahman Khan’s Humorous Writing in the Humorous Tradition of Urdu)

قاسم علی*
ڈاکٹر میمونہ سبحانی**

Abstract:

Humor is the beauty of creative literature, which is based on this atmosphere and on the delicate symbols in which it is created. The writer uses Farce to give more meaning and importance to his ideas. If we speak of the origin of the farce in literature, we find its beginning from Ameer Khusro. His work of keh-mukerni, doskhney and Alnamal. Where the elements of humor were created with the use of broken sentences. Through this genre, Sajjad Husain, Ahmad Ali Shoq, etc. used humor as a socio-political critic and tried to develop harmony among civilizations. For Awadh Panch, the era that was of raptures, attacks, and accidents. At this time, we see the line of many poets and prose writers who oppose pessimism and escape and fight these circumstances with satire and humor. But when we see the tradition of satire and humor, we find many famous examples and names in the history of satire and humor. Now, Ali Raza Ahmad and Waheed Ur Rehman are serving in this field. In this article, the comical writings of Waheed Ur Rehman will be critically assessed as a new humorous author in the tradition of Urdu literature.

Keywords: Humor, Literature, Satire, Socio-political Representation, Tradition.

* پی ایچ ڈی،اسکالر شعبہ اُردو ،گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد۔
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، اُردو ،گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد۔

اردو ادب میں طنزومزاح کی روایت اور اس کے آغاز کا تصور مرزا اسد اللہ خاں غالب (۱۸۶۹-۱۷۹۷) اور اودھ پنچ (۱۸۷۷-۱۹۳۶) لکھنو سے ملتا ہےلیکن اس سے پہلے کے تخلیق شدہ ادب میں طنزو مزاح لطیف طنزومزاح کی حدود سے دور ہے ۔ غالب ؔ (۱۷۹۷-۱۸۶۹)کے خطوط (عود ہند،اردوئے معلےٰ) کے شگفتہ اور شستہ طنزومزاح سے مقابلہ کیا جائے تو اس کو سوائے پھبتی اور ٹھٹھول کے کچھ اور کہنا بے جا نہ ہو گا۔ اردو ادب میں طنزو مزاح کا جو قدرتی طور پر ایک عمیق تعلق انسانی فطرت سے وابستہ ہے اس سےکوئی بھی مزاح نگار انکاری نہیں ہو سکتا۔ادیبوں کی تخلیقات میں مشاہدے کی گہرائی کے علاوہ اس میں ایک بہترین فن کی موجودگی کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔جو اس مواد میں شگفتگی کا سبب بنتاہے۔ اگر ہم طنز سے کجا نظر ظرافت کی بات کریں تو یہ معاشرے کے افراد کی زندگیوں میں پائی جانے والی نا انصافیوں اور زیادتیوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اگرطنز کی بات کی جائے تو اس کا تیکھا پن منفرد اہمیت کا حامل ہو تا ہے جس سے اصلاح کا کام کم تنقید کا کام زیادہ لیا جاتا ہے ۔ مزاح نگار اپنے انداز سے معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے کے نزدیک لانے کی سعی کرتا ہےاور معاشرے کے استحکام کا باعث بنتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا (۱۹۲۲-۲۰۱۰) رقم طراز ہیں ۔

> " ہنسی نہ صرف افراد کو باہم مربوط ہونے کی ترغیب دیتی ہے۔ بلکہ مزاح کا وجودسوسا ئٹی کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔مزاح کے طفیل انسان اور انسان کےمابین ایک ناقابل شکست رشتہ معرض وجود میں آجاتا ہے۔"(۱)

اردو ادب میں طنزو مزاح کا شعوری آغازاودھ پنچ (۱۸۷۷-۱۹۳۶) سے ہوتا ہے۔جس میں منشی سجاد حسین(۱۸۵۶-۱۹۱۵)،رتن ناتھ سرشار(۱۸۴۶-۱۹۰۳)، جوالا پرشاد برق،منشی احمد علی شوق(۱۸۵۲-۱۹۲۵)"لیل و نہار(۱۹۰۱) "تصنیف کے خالق، مرزا محمد بیگ عرف مرزا مچھو بیگ (جو کہ ۳۳ سال تک ستم ظریف کے فرضی نام سے لکھتے رہے)،تربھون ناتھ ہجر ،اور نواب سید محمد آزاد(۱۸۴۶-۱۹۱۶) کے نام قابل ذکرہیں۔اردو ادب میں زبان و بیان کی ترقی سے پہلےبھی طنزومزاح انفرادیت کا حامل تھا۔جیسے فرخ سیر پر طنز لکھنے والے جعفر زٹلی (زٹل نامہ کے خالق) کا نام قابل ذکرہے۔ جعفر زٹلی (۱۶۵۸) مزاح نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب اور مشہور ہجونگار شاعر بھی تھے ۔ اور اسی کی سزا میں اسے فرخ سیر نے تسمے کے ساتھ موت کے گھاٹ اتاردیا تھا۔اس طرح ؒاودھ اخبار(۱۸۵۹) جسے منشی نول کشور نے جاری کیا اور اسی سے رتن ناتھ سرشار نے فسانہ آزاد لکھنے کا آغاز کیا تھا جو اس دور میں عوام میں مقبولیت کا درجہ

رکھتا تھا۔اس اخبار میں فسانہ آزاد ، مختلف اقساط میں شائع ہوا جس سے اردو ادب میں مزاح نگاری نے ایک نیا وجود پایا ۔ رتن ناتھ سرشار کا فسانہ آزاد میں ان کا لازوال کردار خوجی جو اردو ادب میں اپنی مثال آپ ہے۔ ڈاکٹر انور سدید(۱۹۲۸-۲۰۱٦) طنزومزاح کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

> "واضح رہے کہ اردو زبان کے باقاعدہ فروغ سے پہلے ہی طنزومزاح کو سماجی حیثیت حاصل ہو چکی تھی اس کی مثال میر جعفر زٹلی کی ہجو گوئی میں تلاش کی جا چکی ہے اور اس کے نمونے شاعری کے علاوہ نثر میں بھی دستیاب ہیں۔لیکن اردو نثر میں طنزو مزاح کوبنیادی تہذیبی اور ادبی حیثیت مرزا غالبؔ نے خطوط نے دی۔"[۲]

اردو ادب کی جدید نثرمیں طنزاورمزاح کا منفرد رنگ اور اس کا شگفتہ انداز نمایا ں نظر آتا ہے۔ اردو نثر کی جدید مزاحیہ روایت میں ، ایک منفرد مزاح نگار ڈاکٹر وحید ا لر حمٰن خان(۱۹٤۰) کا نام بھی آتا ہے ۔ ڈاکٹر وحید الرحمن خان کی تصانیف " گفتنی شگفتنی،حفظِ ما تبسم اور خامہ خرابیاں" منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف میں طنزو مزاح کا بے ساختہ پن اور اس کا نکھرا ہوا انداز نمایاں حیثیت کا حامل ہے ۔ ڈاکٹر وحید الرحمن معاشرے کی ان ناانصافیوں اور شکست و ریخت کو صبر آزما نہیں کر سکتے بلکہ ان کا ہلکا پھلکا طنزمزاح اس بات کو واضح طور پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس کا پورا ثبوت اپنی تحریروں سے دیتے ہیں اور اپنے جذبات و احساسات کو لوگوں کے دلوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ۔ ڈاکٹر وحید الرحمن کی تخلیقات میں کہیں بھی اسلوب کا غیر معیاری پن محسوس نہیں ہوتا ۔ ان کے افسانوی انداز مزاح میں کسی قسم کا شبہ نہیں ۔بعض وقت تو اپنے ایک مضمون بہت نئے پہلوؤں کو تخلیق کرتےہیں ۔آپ کا نمایاں اور منفرد تحریری انداز شگفتی اور دلکشی کا بیش خیمہ ہےاور پڑھنے والے کو اس کا مزاح واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔ اور یوسفی کی طرح ان کے مضامین کو بھی پڑھتے ہی جانے کو دل کرتا ہے اور قاری ہنسنے بغیر نہیں رہ پاتا اور ان کا مضمون مکمل پڑھ کر ہی دم لیتا ہے۔

اردو ادب کے بعض منفرد مزاح نگار ایسے بھی ہیں جنھوں نے انگریزی اصطلاحات کو بے تحاشا مزاح نگاری میں جگہ دی ہے اور بعض تو انگریزی ادب کے دلدادہ نظر آتے ہیں جیسے پطرس بخاری یا مشتاق احمد یوسفی مگر ڈاکٹر صاحب نے اس ڈگر کو نہیں اپنایا۔ اردو ادب میں انگریزی کا چلن آج کل عام ہے اور مصنف نےاگر کہیں ضرورت کے تحت انگریزی کو برتا بھی ہے تو الفاظ کو موتیوں کی طرح اپنی تحریروں میں استعمال کیا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے کسی مرصع ساز نے انگوٹھی میں نگ جڑ دیئے ہوں جس کی وجہ سے تحریریں جگمگا اٹھتی ہیں۔ ڈاکٹر

اشفاق احمد ورک(۱۹۶۳) اپنی کتاب "اردو نثر میں طنزومزاح" میں ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کے فنِ مزاح نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "مزاح کی فطری صلاحیت کے ساتھ ساتھ اردو زبان کا ایک نتھرا شعور وحیدالرحمٰن کے ہاں موجود ہے۔ان کی تحریروں کا طرہ امتیاز ان کا افسانوی اسلوب ہے۔وہ تقریبا ہر مضمون کوکہانی کے انداز میں شروع کرتے ہیں ۔پھر ان کے بیچوں بیچ لفظی و شعری تحریفات اور مختلف کرداروں کی دلچسپ حرکات و سکنات کی پچ کاری کرتے رہتےہیں۔الفاظ و محاورات اور معروف شعراء کے اشعار سے چھیڑ چھاڑ ان کا مستقل مشغلہ ہے۔"(۳)

ڈاکٹروحیدالرحمٰن خان کی مزاح نگاری کی انفرادیت یہ بھی ہے کہ ان کی تحریروں میں جہاں سادگی پائی جاتی ہے وہیں اس میں ظرافت اور سنجیدگی کا خوبصورت سنگم بھی پایا جاتا ہے ۔جس کے سبب ان کا طنزومزاح کا جوہر کھل کر سامنے آتا ہے۔آپ اپنی تحریروں میں ماضی پرستی (ناسٹلجیا) کو بھی استعمال میں لاتے ہیں جو کہ یوسفی کا خاصہ تھا ۔اردو ادب میں طنزومزاح کے اثرات اردو کی تمام اصناف میں پائے جاتے ہیں ۔اردو ادب کی ابتدائی روایت کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں کوئی ایسا دور نہیں ملےگاجس پر طنز و مزاح کےاثرات نظر نہ آئے ہوں۔ مگر مادیت پرستوں کے اس زمانے میں اس کا فقدان مزاح نگاری ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ اور اس کی بنیادہ وجہ ملکی معاشی نظام ہے جس نے کہ مادہ پرستی نے ہر شخص کو اپنے پنجے دبوچ رکھا ہے۔مگر اس کےبرعکس ڈاکٹر وحیدالرحمٰن خان کی حس مزاح اردو ادب میں اپنا فرض بدرجہاتم پورا کر رہی ہے۔مصنف خوب زیرک ، ذہین و فطین اور مزاح نگاری کا ماہر ہے۔ مصنف اپنے مضامین میں اپنے منصب کو بجا لاتے ہوئے طنزومزاح کے فن سے معاشرے کی نا ہمواریوں کی مزمت اور معاشرتی ناسوروں کا علاج کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین میں محاورات کا بے محل اور بے جا استعمال سے اصراف کیا ہےاورجس جگہ روزمرہ یا محاورات کی ضرورت پڑی وہیں ان کا استعمال کمال ماہرانہ طریقے سے کیا ہے کہ ان کے استعمال سے تحریر میں بوجھل پن محسوس نہیں ہوتا ۔ ڈاکٹر صاحب کا فنِ مزاح نگاری انہی خصائص کی وجہ سے موجودہ دور کے دیگر مزاح نگاروں سے منفرد محسوس ہوتا ہے جس کا اقرار کرتے ہوئے ممتاز مزاح نگارکرنل محمد خان(۱۹۱۰-۱۹۹۹) لکھتے ہیں۔

> "آپ کے مضامین پڑھے ہیں ۔ماشاءاللہ آپ بہت اچھا لکھتے ہیں ۔آپ کا اسلوب سادہ ،سلیس اور رواں ہے "تماشا بنا دیا "ہر چند

کہآپ کی پرانی تحریر ہے ، پرکشش ہے ۔خوبی یہ ہے کہ اس میں کو ئی غیر ضروری جملہ ، لفظ یا مواد نہیں۔صرف کام کی بات کہنا اوروہ بھی کم از کم الفاظ میں بہت بڑی خوبی ہے ۔"(۴)

ڈاکٹر صاحب کا طنز ومزاح ان معاشرتی ناسوروں کے لئے سرجن کی طرح اپنا کمال دکھاتا ہے جس کے سبب ان معاشرتی و معاشی نا آسودگیوں اور نا ہمواریوں کا علاج ان کے نشترِ مزاح سے کمال طریقے سے ہوتا نظر آتا ہے اور اس طریقہ علاج کا مریض کو احساس تک نہیں ہو پاتا،کبھی کبھی تو آپ کلورو فارم کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے اور کمال دسترس سے مریض کی جراحی کا عمل کر دیتے ہیں ۔ ان کے طنزومزاح کا مرقع مضامین قاری کےاندرغم و غصہ اور حسد کو پیدا کرنے کے بجائے مزاحی عناصر سے اسے بھرپور کر دیتے ہیں ۔جس کےسبب قاری اس مادہ پرستی کے دور کے باوجود اپنے اندر جذبات و احساسات کا ترفع محسوس کرتا ہے اور اپنے معیار کو بلند تر پاتا ہے ۔جس میں آپ نے انسانی جذبوں کی کمال فن سے عکاسی کی ہےکہ ایک عاشق صادق کو تکمیلِ محبت کے لئے کونسی آزمائشوں کو عبور کرنا ہوتاہے۔ڈاکٹر صاحب کے اس پہلےمضمون میں ان جذبات کی عکاسی کی گئی ہے جن کا سامنا عاشق کوعشق کی ابتدا میں کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے عاشق اپنی محبت کا اظہار ہرجائی محبوب سے کرنے کی جد وجہد کرتا ہے۔مگر اندر کی عجیب و غریب کیفیات سے دوچار رہتا ہے اور وہ اسی قسم کے شش و پنج میں گرفتار رہتا ہے کہ کب وہ اظہارِ محبت کر پائے گا اور کب اس کا محبوب اس کی حالتِ زار سے آگاہ ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب اس واقعے کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ اس حسینہ سے اس پہلی ملاقات ایک جنم دن کےموقع پر ہوتی ہے جس میں وہ اپنا دل ہار بیٹھتا ہے۔ان جذبات کی عکاسی مصنف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"اس دلربا سے ہماری اولین ملاقات مرزالعل بیگ کی بیگم بعمر بیالیس سال کی چوبیسویں سال گرہ پر ہوئی ،نظر میں عشوہ ،لبوں پر سرخی اور ہات میں قورمے کی پلیٹ،سبز پیراہن میں ملبوس وہ بہت حسین و جمیل دکھائی دے رہی تھی۔اس کی زلفیں فیشن کے مطابق چھوٹی تھیں ۔مگر ہماری صحت مجملہ کے پیش نظر اسیری کے لیے کافی تھیں ۔پہلی ملاقات میں ہمیں صرف شربت دیدار پر اکتفا کرنا پڑاکیوں کہ حسینہ خاص عجلت میں تھی۔ "(۵)

مگر تقدیر کااتفاق دیکھیں وہی ماہ جبیں اس کے گھر پڑھنے کے لیے جب آتی ہے تو عاشق کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور وہ خوشی سے اش اش کر اٹھتا ہے ۔وہ ماہ جبیں جس کی ایک جھلک کے لئے اس نے در بہ در کی خاک چھانی حسینہ کی گلی

میں بے شمار چکر لگائے خوبیء تقدیر سے وہی ماہ رو خود اس کی چوکھٹ پر آئی ہے۔ پری وش نے انگلش، زمینی پیمائش (جغرافیہ) اور اردو کا درس لینا تھا ۔ اس درس و تدریس میں جو سوالات اور جوابات ہوتے ہیں مصنف نے کمال اندازمیں ان کا ذکر کیا ہے۔

> "آپ کے نزدیک میر ؔبڑا شاعر ہے یا غالبؔ جواب دیا:عمر کے لحاظ سے تو میربڑے شاعر ہیں قد میں شاید غالب میر ؔ سے بڑے تھے۔اس نے مسکرا کر پوچھا میر دردؔ اور میر انیسؔ کی شاعری میں کیا فرق ہے؟میردردؔ اور میر انیس ؔ کی شاعری میں انیس بیس کا فرق ہےکیوں کہ دونوں ناموں میں لفظ "میر"مشترک ہے۔آپ کا پسندیدہ شعر؟ جواب دیا: ببر شیر ۔یہ حیوانی ظرا فت سن کر کھلکھلا اٹھی ! آنکھوں میں شرارت لیے بولی محمد حسین آزاد کون تھے؟ محمد حسین آزاد مرد تھے ثبوت کے لیے مصرعہ ملاحظہ ہو۔ "حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔اس نے مسکرا کر پھر استفسار کیا تو ابو الکلام آزاد کون تھے؟" ابو الکلام ،آزآدکےابو تھے،ہم نےفاتحانہ انداز میں جواب دیایہ رشتہ داری سن کراس نےایک زور دارقہقہہ لگایاموتی جیسےدانت چمک اٹھے۔"(٦)

کرکٹ موجودہ دور کا من پسند کھیل ہے جسے بوڑھے، بچے جوان بلکہ عورتیں بھی شوق سے کھیلتی ہیں۔بالخصوص عالمی کرکٹ کپ کے دنوں میں تو جنون سبھی کے سر چڑھ کر بولتا ہے اور ہر کوئی اس کا دیوانہ نطر آتا ہے ۔مگر ہمارے ابتدائی ایام میں یہ کھیل میں انتہائی دلچسپی کا حامل ہوتا ہے اور عجیب مسرت سے بھرپور ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا کردار "مرزا" بھی کرکٹ کا دلدادہ ہے اور خود کو ایک مشاق کھلاڑی تصور کرتا ہے۔ لہذا کرکٹ ٹیم کی جب تشکیل ہوتی ہے تو ابتدائی کوچنگ کے فرائض بھی مرزا سر انجام دیتے ہیں جن کا کرکٹ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔جس وقت مرزا سے اس کھیل کے گروں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ ان سوالوں کے عقل سے ماورا جوابات دیتے ہیں۔ ان تمام سوالوں کو مصنف کمال مزاحیہ طریقے سے بیان کرتا ہے کہ قاری کو حقیقت کا اندیشہ ہونے لگتا ہے۔ "اور بھی دکھ ہیں زمانے میں کرکٹ کے سوا" سے مصنف کا فنِ مزاح ملاحظہ کریں جو کہ قابلِ ستائش ہے ۔

> " کرکٹ میں سلی پوائنٹ سے کیا مراد ہے؟ گویا ہوئے ! سلی پوائنٹ کا مطلب ہے"نقطہ احمق"اور یہاں جو کھلاڑی فیلڈکرتا ہے وہ نرا احمق ہوتا ہے۔وہ کیسے؟ ارے بھئی بلے باز کے

قریب کھڑا ہونا حماقت نہیں تو کیا ہے،اگر کسی تیز شارٹ سے گیند جسم پر لگ جائےتو زخمی ہونے کا خطرہ ہے"کور کا کیا مطلب ہے ؟استفسار کیا""کور کا مطلب ہے ڈھکن ! اور ایکسڑاکور؟ فالتو ڈھکن مرزا مسکراتے ہوئے بولے۔"اچھا! گلی سے کیا مراد ہے؟ "گلی سے سڑیٹ مرادہےانگریز کرکٹ جن کا قومی کھیل ہے جانے کیوں اس پوزیشن کو اردو نام دینے پر مصر ہیں۔"مرزا کے اس قسم کے جواب سن کرسرچکرا گیا ۔"(۷)

ڈاکٹروحیدالرحمٰن خان کے فن پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اسلم فرخی لکھتے ہیں کہ ان کے مضامین پر "شفیق الرحمٰن" کی پھلجڑیوں اور خضرِ مزاح" مشتاق احمد یوسفی" کے قول محال کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔مگر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ماحول کی صحیح عکس بندی کا سلیقہ صرف ڈاکٹر صاحب کا ہی خاصہ ہےاور یہ ہنر طویل ریاضتوں ،فلسفی فکر اور کلام پر مکمل قدرت ہونے سے ہی ہاتھ آتا ہے۔آپ اس فن اور ہنر کو اس کمال اور بر جستہ طرز و پر کاری سے احاطہ تحریر میں لاتے ہیں کہ تحریر کھل اٹھتی ہے اور کمال اسلوب وجود میں آتا ہے۔ڈاکٹر صاحب اپنے مضامین میں کسی قسم کا بوجھل پن پیدا نہین ہونے دیتے اور نہ ہی ایسا لگتا ہے کہ مزاح نگار زبردستی مزاح تخلیق کر رہا ہے۔ بلکہ باتوں ہی باتوں ہلکی پھلکی شگفتہ زبان میں مزاح کا رس تحریروں میں گھول دیتے ہیں اور کمال دسترس سےمحاوروں میں تحریف پیدا کر کے یا مکمل شعر یا مصرعے کے ردوبدل سے لطیف مزاح تخلیق کر لیتے ہیں۔ "نگہ ناز ہے بکرے سے خفا"سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں جو داد کے قابل ہے۔

"یہ ایک بکرا ہے جسے تو گراں سمجھتا ہے،چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں گے نہیں ملے گا۔تیس ہزار روپے میں یہ سستا ہےویسے آپ بتائیں کیا دیں گے؟"ہمارے خیال میں تین سو روپے بہت ہیں ۔"یہ سن کرخشمگیں نگاہوں سے یوں گھورا ،جیسے ہم نے بکرے کی شان میں گستاخی کی ہو، اچھا تین سو پانچ روپے لے لینا،ناراض کیونہوتے ہو؟ہم ایک دم نرخ بلند کیے تو اس کا پارہ بھی بلند ہوگیا،آگ بگولا ہو کر کہنے لگا آپ بکرا خریدنے آئے ہیں یا اس کی دم۔"(۸)

ڈاکٹروحیدالرحمٰن خان کا نام موجودہ دور کے کامیاب نو آموز مزاح نگار کے طور پر جانا جاتا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کے طرزِ نگارش کا خاص و صف زبان کا لطیف پیرایہ استعمال ہے جس کی بدولت مزاح پیدا ہوتا ہے ۔آپ تحریروں میں خیال کی قید سے زیادہ زبان کی شگفتی، شائستگی اور لطافت پر زور دیتے ہیں۔جہاں مزاح تخلیق

کرتے ہیں وہیں طنز کی لہر بھی نظر آتی ہے۔ انہوں نے جو کچھ معاشرے میں دیکھا اسے ایسے ہی مزاحیہ انداز میں اپنی تحریروں میں بیان کر دیا ہے اور آفاقی رنگ ان کی تحریروں کا خاصہ ہے۔وہ تحریر میں لفظوں کے الٹ پلٹ اور لفظوں کی رعایت سے مزاح پیدا کرتے ہیں ، قولِ محال ان کی تحریروں کا خاصہ ہے جس سے مزاح تخلیق کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ مشہور کالم نگار اور مزاح نگار عطاالحق قاسمی ، ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی مزاح نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئےلکھتے ہیں کہ:

"ایک ایسے معاشرے میں جہاں ہر کوئی منہ بسورے پھرتا ہے،لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ لانا جہاں کارِ خیر کے زمرے میں آتا ہے،وہاں ایک کٹھن کام بھی ہےاور ہمارا یہ نوجوان مزاح نگاریہ کام نہایت آسانی سے کررہا ہے۔میں نے شاعری میں سہل ممتنع کی مثالیں دیکھیں تھیں۔نثر میں یہ مثالیں وحیدالرحمٰن کے ہاں نظر آتی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اس فن میں نقطہ کمال تک پہنچے گا۔"(۹)

وحیدالرحمٰن خان کے مضامین میں معاشرتی بد عنوانیوں اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ پر بھی طنز ملتا ہے۔ڈاکٹر صاحب کے مضامین میں جہاں اعلیٰ سطح کا مزاح پایا جاتا ہے وہیں اس میں طنز کے نشترکی کاٹ بھی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ان کے مضامین میں جتنے بھی کردار ہیں ڈاکٹر صاحب نے جس کمال سے ان کا نقشہ کھینچا ہے وہ بھی قابلِ ستائش ہے اور ان کے کامیاب مزاح نگار ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔زبان وزبان کی میٹھاس ہر جگہ اپنا رس گھولتی محسوس ہوتی ہے۔ محاورہ اور روزمرہ کا استعمال بھی قابلِ ستائش ہے ۔ تحریری ضرورت کے تحت جہاں زبان غیر کی ضرورت ہوئی وہاں کمال دسترس سے اسے اپنی تحریروں کا خاصہ بنا لیتے ہیں۔اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔

"کہاں سے لائے ہو مرغی"پولٹری فارم سےخریدی ہے۔"اس نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔""لیکن یہ تو بیمار ہے۔""جی، اسے میں پوکس کی بیماری ہے""کیا کہا پوکس ؟میں نے حیران ہو کر پوچھا۔""جی ہاں ،جس طرح انسانوں کو چکن پوکس ہو جاتا ہے،اسی طرح یہ بیچاری پوکس کے مرض میں مبتلاہےاس منطق پر بہت ہنسی آئی لیکن خاموش رہا۔"(۱۰)

ڈاکٹروحید الرحمٰن خان اپنے مضامین میں زندگی کے مضحک خیز پہلو جیسے جانوروں کے ساتھ انسانی رویہ یا برتاؤ کو استعمال میں لاتے ہوئے مزاح پیدا کرتے ہیں ۔اس لحاظ سے آپ موجودہ دور کے مزاح نگاروں میں منفرد اور نمایاں نظر آتے ہیں وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو طنز یہ بیان کرتے ہیں خواہ ان کا تعلق انسان کی انفرادی یا اجتماعی زندگی سے ہو ۔ ان کی تمام تحریروں میں عمومی و خصوصی ہر دو نوعیت کی مزاح نگاری کا رنگ اور ظرافت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔یوں ڈاکٹر

صاحب اپنے مخصوص انداز شگفتہ طرز تحریر سے مزاح کو چار چاند لگا دیتے ہیں ۔اور قاری بےساختہ طور پر مسکراتا چلا جاتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ قاری کے دل و دماغ میں سرایت کر جاتی ہےاور قاری محسوس کرنے لگتا ہے جیسے وہ مصنف کے ساتھ بڑی اپنائیت سے گفتگو کر رہا ہے اور باہم تبادلہ خیال کا سلسلہ چل رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہر زاویے سے خوشی اور مسکراہٹ کا سامان کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کےمزاحیہ مضمون "خر گزشت"سے اقتباس ملاحظہ کریں جس میں وہ گدھے اور للو کمہار کا ذکر کرتے ہیں اور تحریف نگاری کا فن بھی قابلِ ستائش ہے۔

"اب جو مضمون لکھنے بیٹھے تو صرف اتنا یاد رہاکہ گدھا ایک سرمئی مائل کالے سےرنگ کا جانور ہے،لیکن کالا تو کوا بھی ہوتا ہے۔ دال میں بھی کالا کالاہوتا ہے۔اپنے مرزا جی کی رنگت بھی سیاہ ہے تو کیا ہم انھیں بھی اس قبیل میں شمار کریں ---ہر گز نہیں ! ہم گدھے کی بیرونی وضع قطع بھول گئے،ایک صورت تھی یاد نہیں،سوچنے لگے کہ گدھے پر کیا لکھیں ،کیا نہ لکھیں چنانچہ اس جانور کی شکل و صورت اور عادات و خصائل کی تحقیق کی غرض سے ہم للو کمہار کے ہاں گئےاور گدھا دیکھنے کی فرمائش کی یہ سن کر اس نے ہمیں عجیب نظروں سے گھوراشاید اسے ہماری ذہنی صحت پر شک گزرا۔وہ کچھ سوچ کر چلاگیا اور گدھا لاکر ہمارے سامنے کھڑاکر دیا کہنے لگا ۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے" خر" کو دیکھتےہیں "۔(۱۱)

اگر ڈاکٹروحیدالرحمٰن خان کی تحریروں کی زبان و بیان کا جائزہ لیا جائے تو یہ انتہائی سادہ ،شستہ شگفتہ اور سلیس زبان کا استعمال کرتے ہیں تاکہ قاری تک اپنی بات کو آسانی کے ساتھ پہنچا سکیں اور خوش طبعی اور ظرافت جو خود ان کی ذات کا خاصہ ہے قاری بھی اس سے محظوظ ہو سکے اور ان کا ہم خیال ہو سکے اور وہ اس میں کافی حد تک کامیاب بھی نظر آتے ہیں ۔ ان کے بیشتر مضامین مزاح نگاری کے اعتبار سے سنجیدہ ظرافت کا خوبصورت سنگم ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی مزاح نگاری کا خاصہ اس میں ہنسی ،گدگدی اور قاری کی چٹکیاں لیتی طنزوظرافت کا احساس ہے جو کبھی اخلاقیات کے دائرے کو عبور نہیں کرتی اور نہ ہی فحش نگاری کی قبیل میں آتی ہے۔ دیگر زبانوں کے الفاظ بھی استعمال میں لاتے ہیں مگر اس

سےقاری بوجھل پن محسوس نہیں کرتا بلکہ ان انگریزی اور فارسی زبان کے الفاظ کو اس خوش سلیقہ انداز سے اپنی تحریر کا حصہ بناتے ہیں کہ یہ الفاظ اردو کے الفاظ ہی محسوس ہوتے ہیں۔طنز کا مقصد مانا کہ اصلاح کم تنقید کرنا زیادہ ہوتا ہے مگر یہ طنز اگر ذاتی لگاوٹ سے پاک ہوتو یہ طنز نگار کے فن کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے جس میں مزاح نگار غیر جذباتی رہتے ہوئے اپنے فن کا نشتر چلاتا ہے۔ اور اگر مندرجہ بالا کے الٹ جاتا ہے تویہ طنز اپنے مقصد کو حاصل کرنے سے کاسر رہتا ہے اور تاثیر سے عاری ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر صاحب کے ہاں معیاری طنزومزاح کے وہ تمام اوصاف پائے جاتے ہیں جس سے اپنے ہلکے پھلکے انداز میں قاری پر طنز کا نشتر بھی چلاتے ہیں مگر کلوروفام کی تاثیر بھی نہیں جانے دیتےاسی لیے ڈاکٹر صاحب کی تحریروں میں طنز کی کاٹ تو موجود ہے مگرتحریر میں سوقیانہ پن کے جذبات ناپید ہیں۔ ان کے مضمون "تماشابنادیا"سے اقتباس ملاحظہ کریں جو کہ ان کے معیاری ظرافت اور سنجیدہ مزاح کی نمائندہ مثال ہے۔

> "مٹھی میں ایک سو دس روپے مضبوطی سے دبا رکھے تھے،سو چا ر و نا چارجمع کرانے کے لیے کسی ذمہ دار افسر سے رابطہ کیا جائے ۔چناں چہ سامنے بیٹھے ہوئے کلرک کے پاس پہنچے ،کلرک صاحب سرو قامت اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔قد کے علاوہ ان کی ناک بھی لمبی تھی۔گھنی گھنی مونچھوں کے سائے تلے موٹے موٹے ہونٹ آرام فرمارہے تھے۔" (۱۲)

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان صاحب کا فنِ مزاح ان کا شگفتہ اسلوب ،دلکش اندازِ بیان ، سادہ لفاظی بے لاگ طنزومزاح ان کے مضامین ان تمام اوصاف کا مرقع ہیں ۔ان کی تحریروں میں کمال سادگی، جدتِ مزاح، بیان کی خوبی اور خوش طبعی کے نمایاں اوصاف جاتے ہیں۔کہ ڈاکٹر صاحب کے کڑوے کسیلے الفاظ بھی نرم و گرم طنزومزاح کا خاصہ بن جاتے ہیں۔یہ انہی کی مزاح نگاری کا خاصہ ہے کہ وہ اپنی بات کو ہلکی پھلکی ہنسی میں بیان کرتے چلے جاتے ہیں اور قاری تحریر سے بیزاری کا شکار نہیں ہوتا اور وہ ایک ترفع میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی (۱۹۵۰) ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی مزاح نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "خوش رہنا اور خوش رکھنا ایک نفسیاتی ضرورت ہی نہیں ،سماجی تقاضا بھی ہے۔خصوصا ایک ایسے دور میں جب حبس بڑھ جائے اور علم نایاب ہو جائے۔ہمارےوحیدالرحمٰن خان بھی اپنی تحریروں کے ذریعےیہی فرض بجا لانے کی کوشش کررہے ہیں ۔ان کے بارے میں یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نرے

تلمیذالرحمٰن ہیں۔کیوں کہ ان کے یہاں اردو کے بڑے مزاح نگاروں سےاکتساب کی نمایا ں جھلکیاں نظرآتی ہیں ۔" (۱۳)

ڈاکٹر وحیدالرحمٰن خان اپنے مضامین میں معاشرتی نا انصافیوں، انسانی کشاکش، انفرادی بےاعتدالیوں اور نا ہمواریوں کا ذکر کمال فنکاری سے کرتے ہیں اور طنز اور مزاح کو ایک ساتھ لے کر چلتے ہیں۔منگلے ملازم کا کردار ہو یا ننھے میاں کا ذکر جس کی شرارتیں قاری کو محظوظ کرتی ہیں کہ قاری ہنستا چلا جاتا ہے ۔ ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کا سادہ اور معیاری مزاح ان کی شگفتہ تحریری فن کا ثبوت ہے جو کہ آنے والے دور کے لئے ایک بہت اہمیت کا حامل ہے ۔جملوں کی لفظی تکرار ان کے فنِ مزاح کا خاصہ ہے جس سے وہ قاری کے لئے ہنسی کا سامان مہیا کرتے ہیں ۔ان کی نرالی مزاح نگاری قاری کے دماغ میں ایک لطیف سا ذہنی لطف پیدا کر دیتی ہے۔ ان کا مختصر مگر جامع انداز قاری کے لئے کشش کا سامان مہیا کرتا ہے مگر اس کے باوجود ان کی ظرافت اور طنز کرداروں کو قاری کی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔انہوں نے اس فن کاری کے ساتھ اپنے ہنر کو استعمال کیا کہ ان کی برجستگی اور پرکاری اسلوب میں رچ بس گئی ہے۔وہ طنزکو جرات کی بجائے مزاج کی ملائمت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹروحیدالرحمٰن خان کی تحریریں عمیق مطالعےاو رانسانی نفسیات کو مدِنظر رکھتے ہوئے تحریر کی گئ ہیں۔ان کا نمایاں مزاح نگاری کا فن ان کے مضامین میں پوری آب و تاب سے نظر آتا ہے جس کی شگفتہ مثالیں کو ان کےاسلوب سے دیکھا جا سکتا ہے ۔وہ زندگی کےہر عنوان پر لکھتے ہیں اور ان کا مزاح نکھرے ہوئے شگفتہ اور عمدہ مزاح کی بہترین مثال ہے جس سے زندگی کے پہلو اور ہر شعبے کی عکاسی ہوتی ہے۔ وحیدالرحمٰن خان کا فنِ مزاح اردو ادب کے تمام تخلیقی اصولوں سے آگاہ نظر آتا ہے۔وہ اردو زبان اور دیگر زبانوں کے الفاظ کے استعمال کے ماہر ہیں اور محاورات و روزمرہ کی پابندیوں سے بھی شناسا ہیں اور ان کے موزوں استعمال پر بھی مکمل عبور رکھتے ہیں۔ دیگر مزاح نگاروں کے برعکس آپ طنزومزاح سے تنقید کا کام نہیں بلکہ اصلاح کا کام لیتے ہیں۔ وہ طنزومزاح میں اپنی ذات یا جذبات کو در نہیں آنے دیتے اور کامیاب مزاح نگار کی طرح اپنے فن سے معاشرتی برائیوں کی نشان دہی کرتے جاتے ہیں ۔اپنے مدعے کو اس برجستگی اور شائستگی سے بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے والا نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرانے لگتا ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کا خیال ہے۔

" ذکاوت اور رعایت لفظی کے لیےجس کفایت لفظی کی ضرورت ہے،اس سے انہیں آگہی ہے۔یہ الگ بات ہے کہ لفظی مزاح کی طرف ان کا میلان کچھ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔جس پر روک

> لگانے ۔انھیں اجتناب لازم ہے۔ہمارے دیگر نوجوان لکھنے والوں کی طرح وحیدالرحمٰن بھی درہرچہ زودباش،،پر عامل ہیں ۔" (۱۴)

ڈاکٹر وحیدالرحمٰن خان کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے مضامین سے خود بھی محظوظ ہوتے ہیں اور قاری کو بھی معیاری مزاح مہیا کرتے ہیں جس سے مسکراہٹ کھل جاتی ہے۔ طنز ان کی تحریروں میں بھی پایا جاتا ہے مگر اس کا احساس اور وجود بہت معیاری اور ہلکا پھلکا ہے کہ قاری کو احساس تک نہیں ہوتا کہ طنز کیا گیا ہے اور یہ کام وہ لفظوں کی آواز اور ان کے معنی کے رد و بدل سے لیتے ہیں۔ ۔عام زندگی سے تعلق رکھنے والے واقعات حتیٰ کہ بچپن کے کھیل جو ہم اسکولوں میں کھیلتے تھے آپ نے ان کا ذکر بھی کمال نفاست سے کیا ہے ۔ ڈاکٹروحیدالر حمٰن خان بعنوان"فل سٹاپ" میں تحریر کرتے ہیں۔

> "حادثات زمانہ سے خوف آتا ہےاور یوں بتوں کی تاریخ کوئی زیادہ خوش گوارنہیں رہی کہ ایک بندہ خودعین سڑک کے درمیان میں ساری خدائی سے ٹکر لے بیٹھے۔لیکن ایسے بت گر کا کیا کرے کوئی جو مجھے سر بازار پاش پاش کرنے کے درپے تھا۔اس کے پہرے پر گلابوں کی تازگی اور آنکھوں میں ستاروں کی روشنی تھی گذشتہ تین برسوں سے ْ ْ ْ سٹاپ سٹاپ،، کھیل رہے تھے۔"(۱۵)

ان کا لکھنے کا طریقہ بہت مختلف اور نرالا ہے وہ یونی ورسٹی کی یادوں کو اور اپنے دوستوں کی رفاقت کو اس انداز سے لکھتے ہیں کہ قاری کوحقیقت محسوس ہونے لگتی ہے ۔وہ اپنے اصولوں کے پکے انسان ہیں اور یہی تاثیر ان کے مضامین میں بھی پائی جاتی ہے۔ان کے چند مضامین تراجم کی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان پر حقیقت کا گمان ہوتا ہے اور ترجمہ بھی تخلیقی پہلو لیے محسوس ہوتا ہے۔ ترجمے کا فن ان کا خاص ہنر ہے ۔ان کے ترجمے کی مہارت کا اندازہ ان کے ایک مضمون "بیمار کا حال اچھاہے" سے با خوبی لگایا جا سکتا ہے جو کہ ترجمہ شدہ ہے۔

> "ہم نے کانپتے ہوئے کلائی کی طرف دایاں ہاتھ بڑھایااور نبض پرکچھ اس مشکوک انداز میں انگوٹھا رکھا۔جیسے کسی جعلی اشٹام پیپر پرانگوٹھا ثبت کر رہے ہوں۔نبض خاصی رفتار سے حرکت پذیر تھی۔گھڑی نکال کر نبض کا مشاہدہ کیاتو پتہ چلا کہ جس سبک خرامی سے لہورگوں میں دوڑتا پھرتا ہےاگر اس کی رفتار سے ہم خود بھاگنے لگیں تواولمپک دوڑ میں طلائی تمغے کے حق دارٹھہریں گے۔"(۱۶)

عہدِ حاضر کے نو آموز مزاح نگاروں میں ایک نام ڈاکٹر وحیدالرحمٰن خان کا بھی ہے جنہوں نے طنزیہ و مزاحیہ ادب میں شگفتہ مزاح تخلیق کیا ہے اور ان کا مرتبہ موجودہ مزاح نگاروں میں اپنی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ڈاکٹر صاحب کی نثری مزاح کے حوالے سےتین کتابیں گفتنی شگفتنی ،حفظ ما تبسم اورخامہ خرابیاں اردو ادب کی زینت بن چکی ہیں جو مزاح نگاری میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں ۔ مزاح نگاری ان کا خاص میدان ہے جہاں وہ اردو کے روزمرہ اور محاورات سے مزاح تخلیق کرتے ہیں اور اس مقصد کےان کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی کیوں کہ یہ ان کا خاص وصف ہے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے مزاح پیدا کرتے ہیں اور قاری کو محظوظ کرتے ہیں۔ وہ معاشرے میں موجود افراد کی غلطیوں،بے وقوفیوں کو اپنے لئے خام مواد کے طور پر لیتے ہیں جس سے وہ خود بھی مسکراتے اور قاری کو بھی ہنسی کا سامان بہم پہنچاتے ہیں ۔ دنیا جہاں عقلمندوں سے خالی نہیں وہیں احمقوں سے بھی بھری پڑی ہے جسے دیکھتے ہی ان کی حسِ مزاح بھڑک اٹھتی ہے اور وہ قلم اٹھا کر نکھرا ہوا مزاحیہ ادب تخلیق کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور عمیق ادبی مطالعے کو استعمال میں لاتے ہوئے ادب کی آبیاری کرتے ہیں۔ان کا شگفتہ مزاح ان کے اندرون کا آئینہ دار ہے اور ان کے خاص فنِ مزاح کا ثبوت ہے۔مزاح کے چھوٹے چھوٹے نکتے، فارسی الفاظ اور کرداروں کے مضحک پہلوؤں سے مزاح پیدا کرنا بھی ان کا خاصہ ہے کہ قاری کسی قسم کا ثقیل پن محسوس نہیں کرتا اور ایک ہلکی پھلکی مزاح کی لہر سے محظوظ ہوتا ہے ۔ " ایک نئی مگر پرانی کہانی "کا کردارپپو کے عجیب و غریب کردار کا حال کیسے بیان کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔

> "ایک دفعہ پپو نے ماں کے پرس سے سو روپے کا ایک نوٹ چرایااور دوستوں کے ساتھ خوب گلچھڑے اڑائے"مال مفتدل، بے رحم"کے فارمولے پر عمل پیرا ہوتے ہوئےاس نےدہی بھلے،گول گپے،قلفیاںاور مختلف خوردونوش سے شکم نوازی کا کامیاب مظاہرہ کیا۔وہ بلا کا خوش خوراک واقع ہوا تھا،چنانچہ اکثررات کو نیند سے اٹھ کر باورچی خانے پر شب خون مارتا۔ایک رات اس کا دودھ پینے کو جی چاہااس نے فریج کا دروازہ کھولا،برتن نکالااور سارا دودھ غٹاغٹ پی گیابعد میں اس نے شیرخواری کا الزام اپنی پالتو بلی پر عائد کردیا، چناں چہ گربہ کشتن روزاول کے زریں اصول کو مدنظر رکھتے ہوئےبے گناہ بلی کو گھربدر کردیا گیا۔"(۱۷)

مکمل شعر یا بیت کے مصرعے سے مزاح پیدا کرنا اور تحریف نگاری کے فن سے مزاح تخلیق کرنا ان کا خاصہ ہے جو کہ قابلِ داد ہے۔اردو ادب میں بعض کردار

ایسے بھی تخلیق ہوئے ہیں جو ہمیشہ کے لئے لازوال ہو گئے جیسے رتن ناتھ سر شار(۱۸۴٦-۱۹۰۳) کا خوجی اور مشتاق احمد یوسفی (۱۹۲۳-۲۰۱۸) کا مرزا عبدالودود بیگ وغیرہ کے کردار ایسے ہی ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کے تخلیقی کردار بھی ہیں جیسے منگلا، پپو،اور مرزا لال بیگ کا کردار۔ ان میں مرزا لال بیگ کا کردار خاصا اہم ہے اور ان کے بہت سے مضامین میں اس کا ذکر آتا ہے یہ بھی ایک لازوال تخلیقی کردار کا درجہ رکھتا ہے جو کہ اردو ادب میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ڈاکٹر وحیدالرحمٰن کا کردارپپو بھی ایک مثالی کردار ہے جس کی شرارتیں قاری کو محظوظ کرتی ہیں وہ ہر مرحلے پر کامیاب ہوتا ہے اور اس کی حرکات مزاح بکھیرتی جاتی ہیں مگر طنز اس کا خاصہ ہے۔اس کے کردار میں طنز کا عنصرنمایاں ہے۔ڈاکٹر وحید الرحمٰن کے مضامین میں جہاں طنز پایا جاتا ہے وہیں ملائم اور شگفتہ مزاح بھی ان کی تحریروں کا خاصا ہے۔ آپ قدیم ادبی روایت سے استفادہ بھی کرتے ہیں جیسے رشید احمد صدیقی ، شفیق الرحمٰن اور خضرِ مزاح مشتا ق احمدیوسفی مگر ان کی تقلید کبھی تخلیق کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتی اور ان کے تینوں مجموعے مجموعے " گفتنی شگفتنی، حفظِ ما تبسم، خامہ خرابیاں" اس بیان کی غمازی کرتے ہیں ۔

ڈاکٹر صاحب کے مزاح کا ہلکا پھلکا انداز، الفاظ اور ان کی معنوی گہرائی، حسنِ بیان کاافسانوی رنگ اور معاشرتی اصلاح کے مقاصد کو حاصل کرنے کے انداز کا فن اور اسلوب کو بیان کرنے کا سلیقہ کلاسیکی ادب کا گہرا مطالعہ ان کے فنِ مزاح کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ہاں جہاں کلاسیکی رنگ موجود ہے وہیں عہدِ حاضر کے نمائندہ مزاح نگاروں کے اثرات بھی محسوس ہوتے ہیں مگر یہ تقلید اندھی تقلید نہیں ہے اس میں بھی مصنف کے اپنے مزاح نگاری کے جوہر نمایاں نظر آتے ہیں۔آپ کا شگفتہ اندازِ بیان، لفظوں کی سادگی ،زبان کے استعمال کی مہارت، مزاح نگاری کا لطیف پیرایہ، وسعتِ مطالعہ اور جان دار کرداروں کا وجود ان کے نوآموز مزاح نگار ہونے کے باوجود ایک ماہر مزاح نگار ہونے کا ثبوت ہیں ۔

حوالہ جات

1. وزیر آغا،ڈاکٹر،اردو ادب میں طنز و مزاح،ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ،۱۹۹۰ء،ص۳۰
2. انور سدید،ڈاکٹر،اردو نثرمیں چند مزاح نگار،دوست پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۲ء،ص۸
3. اشفاق ورک، ڈاکٹر،اردو نثر میں طنزومزاح،کتاب سرائے ،لاہور،۲۰۱۳ء،ص۳۲
4. محمد خان ،کرنل،فلیپ،گفتنی شگفتنی،وحید الرحمٰن خان،کتاب سرائے ،لاہور،۲۰۱۷ء
5. وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر،گفتنی شگفتنی،کتاب سرائے،لاہور،۲۰۱۷ء،ص۸
6. ایضاً،ص۱۲
7. ایضاً، ص٦۷

8. ایضاً،ص۷۸
9. وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر،گفتنی شگفتنی،(تبصرہ)عطاالحق قاسمی، کتاب سرائے،لاہور،۲۰۱۷ء،ص۱۲٦
10. وحید الرحمٰن خان ،ڈاکٹر،حفظ ما تبسم،کتاب سرائے ،لاہور،۲۰۱۷ء،ص۳۴
11. وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر،گفتنی شگفتنی،کتاب سرائے،لاہور،۲۰۱۷ء،ص۵۳-۵۲
12. ایضاً،ص۵۹
13. وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر،گفتنی شگفتنی،(تبصرہ)تحسین فراقی ، کتاب سرائے،لاہور،۲۰۱۷ء،ص۱۲۷
14. ایضاً ،ص۱۲۷
15. وحید الرحمٰن خان ،ڈاکٹر،حفظ ما تبسم، ۲۰۱۷ء،ص٦۷
16. وحید الرحمٰن خان ،ڈاکٹر،گفتنی شگفتنی ،۲۰۱۷ء،ص۱۹
17. وحید الرحمٰن خان ،ڈاکٹر،حفظ ما تبسم،۲۰۱۷ء،ص ۸۳

References

1. Wazir Agha Dr., “Urdu Adab mn Tanz o Mazah”, Educational book House, Ali Garh, 1990 pg=30
2. Anwaar Sadid Dr., “Urdu Nasar mn Chand Mazah Nigar”, Dost Publications, Lahore, 2012 pg=8
3. Ishfaq Ahmad Dr., “Urdu Nasar mn Tanz o Mazah”, Kitab Saraiy, Lahore, 2014 pg=32
4. Muhammad Khan Col, Flap, “Guftni Saguftni”, Waheed ul Rehman, Kitab Saraiy, Lahore, 2017
5. Waheed ul Rehman Dr., “Guftni Saguftni”, Kitab Saraiy, Lahore, 2017 pg=8
6. Ibid pg=12
7. Ibid pg=67
8. Ibid pg=78
9. Waheed ul Rehman Dr., “Guftni Saguftni” (opinion) Atta ul Haq Qasmi, Kitab Saraiy, Lahore, 2017 pg=126
10. Waheed ul Rehman Dr., “Hifz e MaTabasum”, Kitab Saraiy, Lahore, 2017 pg=34
11. Waheed ul Rehman Dr., “Guftni Saguftni”, Kitab Saraiy, Lahore, 2017 pg=52-53
12. Ibid pg=59
13. Waheed ul Rehman Dr., “Guftni Saguftni” (opinion) Tahseen Firaqi, Kitab Saraiy, Lahore, 2017 pg=127
14. Ibid pg=127

15. Waheed ul Rehman Dr., “Hifz e MaTabasum”, 2017 pg=67
16. Waheed ul Rehman Dr., “Guftni Saguftni”, 2017 pg=19
17. Waheed ul Rehman Dr., “Hifz e MaTabasum”, 2017 pg=84